# دعوت اسلامی اور اس کے محرکات

[یہ وہ تقریر ہے جو جماعت اسلامی کے اجتماع الٰہ آباد میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے جلسۂ عام کے موقع پر ارشاد فرمائی تھی]

خطبۂ مسنونہ کے بعد:-

حاضرین! مجھے اس وقت آپ کے سامنے کوئی لمبی تقریر نہیں کرنی ہے۔ پچھلے دو تین دنوں کے اندر میں بار بار آپ کے سامنے اپنے خیالات پیش کر چکا ہوں۔ اس وقت کی اصلی تقریر امیر جماعت کی تقریر ہوگی۔ میں محض تعمیل حکم میں یہاں آگیا ہوں اور مختصراً صرف یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ ہم کیا دعوت لے کر اٹھے ہیں اور اس دعوت کو لے کر اٹھنے کے محرکات و اسباب کیا ہیں۔

بحیثیت ایک انسان اور ایک سوچنے والی ہستی کے جب ہم اس دنیا کے حالات پر غور کرتے ہیں اور یہ معین کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں ہمارا پوزیشن کیا ہے۔ ہم خالق ہیں یا مخلوق، آزاد ہیں یا محکوم ذمہ دار اور مسئول ہیں یا مطلق العنان اور غیر مسئول؟ نیز اس سوال پر غور کرتے ہیں کہ ہمیں کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے، ہمارا نظام اخلاق کیا ہونا چاہیے، ہمارے لیے معاشرت و معیشت اور سیاست و اجتماع کے پسندیدہ ضابطے کیا ہیں، تو سب سے پہلے ہمارے سامنے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ دنیا محض اتفاق سے وجود میں نہیں آگئی ہے بلکہ اس کے پیچھے ایک حکیم ارادہ کارفرما ہے۔ نیز یہ کہ یہ یونہی کوئی اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ اس کے ہر گوشہ میں حکمت اور مقصد کی جلوہ گری ہے۔ ہم اس کے اندر تدبیر و حکمت کی اتنی کارفرمائیاں دیکھتے ہیں کہ یہ باور نہیں کر سکتے کہ یہ سب کچھ بغیر کسی مدبر کے ہو رہا ہے۔ ہم ربوبیت اور پروردگاری کے اتنے مظاہر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ یہ سب کچھ بغیر کسی رب اور پروردگار کے وجود میں آسکتا ہے۔ یہاں ہر قدم پر قدرت اور حکمت کی اتنی گل کاریاں

موجود ہیں کہ ہر بات کا انکار ممکن ہے لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سب کچھ ایک زبردست کاریگر کی کاریگری اور ایک ماہر صناع کی صنعت گری کا کرشمہ ہے۔

اس سارے ہنگامۂ وجود کے پیچھے ایک حکیم، ایک قدیر، ایک قیوم، ایک پروردگار اور ایک مہربان خدا کو مان لینے کے بعد دوسری حقیقت ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے، جس کی قدرت و حکمت کی یہ ساری گل کاریاں ہیں، جس کی پروردگاری اور جس کی رحمانیت کے اتنے بے شمار آثار ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں، جس نے انسان کو اتنی اعلیٰ قابلیتوں اور صلاحیتوں سے آراستہ کیا ہے، ہو نہیں سکتا کہ اس نے انسان کی عقلی و اخلاقی رہنمائی کے لیے اور زندگی کو ٹھیک ٹھیک گذارنے کے لیے کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہ بنایا ہو۔ ضرور اس نے اس کی عقلی و اخلاقی زندگی کا بھی اسی طرح سامان کیا ہوگا جس طرح اس کی مادی زندگی کی ضرورتوں کا سامان کیا ہے۔ ہماری عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایسا ہونا چاہیے۔ آسمان و زمین کے اندر جو انتظام ہے وہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور انسان کی فطرت جس ساخت پر بنی ہے وہ اپنی بناوٹ ہی سے اس کے لیے مطالبہ کر رہی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس چیز کو دل مانگ رہا ہے اور جس کے لیے عقل تقاضا کر رہی ہے واقعہ کی شکل میں بھی اس کے موجود ہونے کی کوئی شہادت موجود ہے یا نہیں؟ جب ہم معاملہ پر اس پہلو سے غور کرتے ہیں تو ہمارے سامنے انسانوں کی ایک ایسی جماعت آتی ہے جو ــــ سب کے سب بہترین اخلاق و سیرت کے لوگ ہیں، جو ذہنی و اخلاقی اعتبار سے اپنے زمانہ کی سوسائٹی کے گل سرسبد ہیں جن کے دوستوں نے ہر معاملہ میں ان پر اعتماد کیا اور کبھی اپنے اس اعتماد میں دھوکا نہیں کھایا، جن کے دشمنوں نے ہمیشہ ان کی لغزشوں کی جستجو کرنی چاہی لیکن کبھی ان کی کسی کمزوری یا لغزش پر گرفت نہ کر سکے ــــ یہ سب کے سب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے انسانوں کی رہنمائی کے لیے قانون نازل کیا ہے۔ وہ قانون انھوں نے دنیا کے سامنے پیش بھی کیا اور اپنے اپنے زمانوں میں اس کو دنیا میں جاری کر کے اس کی افادیت کو اچھی طرح آشکارا بھی کیا۔ تجربہ سے یہ قانون بہترین ثابت ہوا ہے۔ غور کرنے والے اس کی خوبیوں اور باریکیوں پر عش عش کرتے ہیں

دیکھنے والے اس کی برکتوں اور اس کے فوائد پر سر دھنتے ہیں۔ اس قانون کے ذریعہ سے بہترین نظام عدل و انصاف قائم ہوا، بہترین طریقہ پر اس سے لوگوں کے معاملات اور حقوق کے جھگڑے چکائے گئے، سوسائٹی کے ہر طبقہ کو اس سے امن و اطمینان حاصل ہوا، معاشرت اور معیشت کے ہر گوشہ میں خیر و برکت پھیلی۔

یہ حقیقت واضح ہونے کے بعد لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کا بھیجا ہوا قانون اور اس کا بتایا ہوا نظام زندگی دنیا میں موجود ہے تو کیا انسانوں کے لیے، جو خدا کی مخلوق ہیں، یہ بات جائز ہو سکتی ہے کہ اس کے قانون کے سوا کسی اور قانون کی اطاعت تسلیم کریں اور اس کے بتائے ہوئے نظام زندگی کے سوا اپنے لیے کوئی اور نظام زندگی اختیار کریں۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ قانون اور وہ نظام زندگی خود ان کا بنایا ہوا ہو یا کسی اور کا اور وہ قانون ان کے خیال میں بہتر ہو یا بدتر۔ مجرد اس سوال کا جواب دیجیے کہ خدائی قانون کی موجودگی میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ بات جائز ہو سکتی ہے کہ اس قانون کو چھوڑ کر کسی اور قانون کی اطاعت و پیروی کی جائے؟

ہمارے نزدیک اس سوال کا سیدھا اور صاف جواب صرف ایک ہی ہے کہ نہیں! جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ان کے لیے یہ بات کسی حال میں جائز نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کے قانون کے سوا، جب کہ وہ ان کے پاس موجود ہو، چھوڑ کر کسی اور قانون کی پیروی کریں۔ یہ ناشکری ہے، ناراستی ہے، ظلم عظیم ہے، بلکہ شرک اور خدا سے صریح بغاوت ہے جس کے ارتکاب کی جرأت وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی فطرت نہ تو دنیا میں کسی بڑی سے بڑی ناانصافی سے جھجکتی ہو اور نہ وہ آخرت میں کسی بڑی سے بڑی سزا سے ڈرتے ہوں۔

ہماری دعوت کا نقطۂ آغاز یہی ہے۔ ہم تمام بنی آدم کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ ہی کی بندگی اور اطاعت کرو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے نبیوں اور رسولوں کے دیے ہوئے قانون کو مانو۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے انسانوں کو اپنی مرضی اور اپنے احکام سے مطلع کرتا رہا ہے اور ہر قوم میں اس کے احکام اور قوانین کو بتانے والے لوگ آتے

ہیں لیکن قوموں نے تھوڑے تھوڑے زمانوں کے بعد اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کی وجہ سے اپنے نبیوں کی بتائی ہوئی باتیں کچھ تو بھلا دیں اور کچھ ان میں اپنی خواہش کے مطابق دوسری باتیں ملا دیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے لیے ہادی و رہبر بنا کر بھیجا اور آپ کے ذریعے سے ایک طرف تو تمام پچھلے نبیوں کی تعلیم کو زندہ کر دیا اور دوسری طرف اپنے دین کو کامل کر دیا۔ ہم نے اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر غور کیا ہے اور ہم پوری طرح مطمئن ہیں کہ آپ کی تعلیم تمام گذشتہ نبیوں کی تعلیم کا سچا مجموعہ بھی ہے اور خدا کے دین کی تکمیل بھی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ تقلیدی نہیں ہے بلکہ ہم نے پوری آزادی کے ساتھ، خالص عقل کی روشنی میں اسلام پر غور کیا ہے اور غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں اور اب ساری دنیا کے سامنے اس دعوت کو پیش کر رہے ہیں۔

ہمارے بہت سے غیر مسلم بھائی ہماری اس رائے سے اختلاف کر سکتے ہیں لیکن یہ مطالبہ ہم ان سے ضرور کریں گے کہ دین کا معاملہ کوئی آسان معاملہ نہیں ہے اس وجہ سے ان کا فرض ہے کہ وہ اسلام پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ مختلف اسباب سے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان جو تعصبات حائل ہو گئے ہیں ان کو اسلام پر غور کرنے کی راہ میں ہرگز حائل نہ ہونا چاہیے۔ اسلام کوئی تنہا مسلمانوں کا دین نہیں ہے۔ یہ تمام دنیا کا دین ہے اور دنیا کے تمام نبیوں کی لائی ہوئی سچائیاں اس کے اندر جمع ہیں اس وجہ سے اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ تعصب کی وجہ سے نفس اسلام کو قابل نفرت سمجھنے لگے گی اور اس پر غور کرنے سے انکار کر دے گی تو وہ برائے شگون اپنی ناک کاٹ لے گی۔ اگر ہمارے غیر مسلم بھائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ تعصب کی وجہ سے نفس اسلام پر غور کرنا چھوڑ دیا تو اس سے نہ تو مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچے گا نہ اسلام کو بلکہ سر تا سر خود ان کو نقصان پہنچے گا کہ اللہ کی جو نعمت ہوا، پانی اور روشنی کی طرح ان کے لیے بھی اسی طرح عام تھی جس طرح مسلمانوں کے لیے اس سے وہ اپنے تعصبات کی وجہ سے محروم رہے۔

ہم ان لوگوں کے لیے، جو اسلام کو ہر طرح کے تعصبات سے آزاد ہو کر سمجھنا چاہیں، صالح لٹریچر تیار کر رہے ہیں اور ہم کو دلی خوشی ہوگی اگر ہم اس سلسلہ میں ان طالبان حق کی کوئی خدمت

کر سکیں جو ہمارے غیر مسلم بھائیوں کے اندر سے اسلام کو سمجھنے کے لیے اٹھیں۔

اس موقع پر ہم مسلمانوں کے سامنے بھی یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے دین کو اپنی قومی میراث نہ بنائیں۔ اسلام کے ساتھ اسی شخص کا تعلق واقعی تعلق ہے جو اس کے عقائد پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ محض مسلمان گھر میں پیدا ہو جانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن جاتا۔ مسلمانوں کی اس غلطی نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے سبب وہ خود بھی اسلام کی برکتوں سے محروم ہوئے اور دوسروں کو بھی اس سے بدگمان کر رہے ہیں۔ وہ ایک خدائی جماعت کی جگہ جب ایک قوم بن کر دنیا کے سامنے آتے ہیں تو اسلام کی دعوت ان کی زبان سے کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ وہ یا تو حقیقی مسلم بنیں یا پھر مسلمان قوم ہی بنکر رہیں۔ ایک قوم اور ایک اصولی جماعت کی دو بالکل متبائن خصوصیات اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس شتر گربگی نے ان کو کہیں کا نہیں چھوڑا ہے۔ نہ وہ دین کے کام کے رہے اور نہ دنیا ہی کے کام کے رہے۔ اگر فی الواقع ایک اسلامی جماعت ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنی ساری وابستگی اسلام کے اصولوں کے ساتھ ظاہر کریں اور ان تمام مطالبات سے دستکش ہو جائیں جو انھوں نے قومی خصوصیات کے ماتحت پیدا کیے ہیں۔ اس شتر گربگی نے ان کا پوزیشن بہت خراب کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے انھوں نے غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے خلاف سخت تعصبات پیدا کر دیے ہیں۔ دوسری قوموں نے اسلام کے احکام و قوانین پر اس وجہ سے غور کرنا چھوڑ دیا کہ ایک خاص قوم کا دین ہے جو نسل اور تہذیب اور دوسری قومی خصوصیات میں ان سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔

موجودہ مسلمانوں کی اسی شتر گربگی نے ہم کو مجبور کیا کہ ہم ایک ایسی جماعت بنائیں جس کی ساری وابستگی خالص اسلام کے اصولوں کے ساتھ ہو۔ وہ ہر طرح کے نسلی، قومی اور وطنی تعصبات سے بالاتر ہو۔ وہ خدا کی زمین میں خدا کے دین کی اپنے قول اور عمل دونوں سے شہادت دے۔

ہم نے اس طرح کی جماعت بنا کر اپنا یہ فرض سمجھا ہے کہ ہم نے جس دین کو حق پایا ہے اس دین کو سب سے پہلے اس ملک کے باشندوں کے سامنے پیش کریں جس ملک میں ہم پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ہم کسی

خود غرضی سے نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم ایک فرض ادا کر رہے ہیں اور اس کا محرک وہ محبت ہے جو ہم وطنی کے رشتہ کی وجہ سے ہمیں اس ملک کے ہر باشندے سے ہونی چاہیے اور ہے۔

یہ زمانہ ہزار برائیوں کے ساتھ اپنے اندر ایک خوبی بھی رکھتا ہے کہ اس زمانہ میں تقلید جامد کا زور بہت کم ہو گیا ہے۔ لوگ آزادی کے ساتھ ہر طرح کے خیالات پر غور کرنے لگے ہیں اور مجرد ان خیالات کی خوبی یا کمزوری کی بنا پر ان کے حسن و قبح کا فیصلہ کرنے لگے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اسی آزادی اور بے تعصبی کے ساتھ لوگ اسلام پر بھی غور کریں گے۔ اگر لوگوں نے ایسا کیا تو ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی ساری مشکلات کا بہترین حل اسلام میں پائیں گے۔

اس زمانہ میں دنیا کا مزاج پوری شدت کے ساتھ اس بات کا مطالبہ کر رہا ہے کہ قومی تعصبات اور نسلی و وطنی تنگ نظریوں کو چھوڑ کر سیاست و تمدن کی بنیاد ایسے عالمگیر اصولوں پر رکھی جائے جو تمام نسل انسانی کو ایک نقطہ پر جمع کر سکیں۔ یہ مطالبہ اس دنیا کا فطری مطالبہ ہے اور ضروری ہے کہ یہ پورا ہو۔ اگر یہ پورا نہ ہوا اور دنیا کو ایسے عالمگیر اصول نہ مل سکے جن پر تمام دنیا متفق ہو سکے تو اس کا لازمی نتیجہ اس دنیا کی تباہی ہے۔ یہ زمانہ الگ الگ قومی حکومتوں کا زمانہ نہیں ہے اور نہ اس بات کا زمانہ ہے کہ کوئی ایک قوم ساری دنیا پر یا دنیا کے بڑے حصہ پر حکومت کر سکے۔ جب تک یہ چیزیں باقی ہیں اسی طرح کی ہولناک تباہیاں اس دنیا پر آتی رہیں گی جس طرح کی ہولناک تباہی کے تماشے ابھی ابھی آپ دیکھ چکے ہیں۔ ان ساری مشکلوں کا علاج بس وہی ہے جو اسلام پیش کرتا ہے یعنی یہ کہ انسان انسانوں پر حکومت نہ کرے بلکہ خدا انسانوں پر حکومت کرے اور دنیا کے سارے انسان صرف اس احکم الحاکمین کے قانون کی پیروی کریں جو اس سارے جہان کا خالق اور فرمانروا ہے۔

اسلام نے ہمارے لیے جو نظام زندگی پیش کیا ہے اس کے بنیادی اصول دو ہیں۔ ایک وحدت الٰہ دوسرے وحدت انسانیت۔ ہم اور غور کیجیے تو کوئی عادلانہ عالمگیر نظام حقیقی وجود میں نہیں آ سکتا جب تک دنیا کی قومیں ان دونوں اصولوں کو تسلیم نہ کر لیں۔ جب تک سب لوگ خالص توحید کا عقیدہ رکھ کر مختلف خداؤں کی عبادت و فرمانبرداری کو نہ چھوڑ دیں اور سب لوگ ایک ہی آدم کی اولاد کی حیثیت سے

ایک ہی خدا کے اتارے ہوئے قانون کو مان نہ لیں یہ دنیا بے شمار خداؤں کی رزمگاہ اور مختلف دعووں کی معرکہ گاہ بنی رہے گی۔ کالے اور گورے کا فرق باقی رہے گا۔ شریف اور وضیع میں امتیاز قائم رہے گا۔ اور عربی و عجمی آپس میں لڑتے رہیں گے۔ ان دونوں اصولوں کو تسلیم کر لینے کے بعد ساری جنگیں ختم ہو جائیں گی۔ تمام دنیا کے انسان ایک خدا کے محکوم اور آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے۔ اور ان تمام بھائیوں میں کوئی فرق و امتیاز جائز نہ ہوگا الا بدین او تقوی ۔۔۔ یعنی اس نظام میں صرف ان لوگوں کو ترجیح حاصل ہوگی جو خدا کے قانون کی زیادہ سے زیادہ اطاعت کرنے والے اور بنی آدم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ انصاف اور بھلائی کرنے والے ہوں۔ ان لوگوں کو اس نظام میں کوئی درجہ حاصل نہ ہوگا جو زمین میں فساد کرنے والے اور اپنی برتری اور خدائی کے دعوے کرتے ہوں۔ ان باتوں کو باور کرنے میں اگر آپ کو کچھ تردد ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اسلام پر براہ راست غور کرنے کی کبھی زحمت نہیں اٹھائی ہے بلکہ اس کو صرف مسلمانوں کے ذریعہ سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ آپ ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں۔ ہر مسلک زندگی کو لوگ اس کے نام لینے والوں ہی کے واسطے سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ اسلام کے بارہ میں یہ طریقہ مسلمانوں کی غلط روی کی وجہ سے نہایت غلط فہمی پیدا کرنے والا ہے۔ اگر آپ اسلام کی اصلی صورت دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی شکل صرف ایک ہی ہے کہ آپ اسلام پر براہ راست غور کریں۔ اگر آپ اس حیثیت سے غور کریں گے تو ہم کو یقین ہے کہ آپ اس کو دنیا کے تمام آزمائے ہوئے نظاموں سے کہیں زیادہ بہتر پائیں گے۔ وہ خدا کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں کی پاک تعلیمات کا محفوظ ترین مجموعہ ہے۔ وہ خدا کے آخری رسول کا لایا ہوا آخری اور کامل دین ہے۔ وہ ایک اجتماعی اور سیاسی نظام کی حیثیت سے تھیوکریسی، ڈیموکریسی اور ارسٹوکریسی کی تمام خوبیوں کا مجموعہ اور ان کی تمام کمزوریوں اور خرابیوں سے بالکل پاک ہے۔ یہ اپنے نظام کو چلانے کے لیے بہترین سیرت کے آدمی خود تیار کرتا ہے۔ اور انسان سازی کی یہ مشین بھی اس کے سسٹم کا ایک جزء ہے جو اس صورت میں خود بخود اپنا فرض انجام دیتی ہے جبکہ اس کے

مجموعی سسٹم میں کوئی خرابی نہ پیدا کر دی گئی ہو۔

حضرات! اب میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتا ہوں اور آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کچھ لوگ اسلام پر ایک نظامِ زندگی کی حیثیت سے غور کرنا چاہیں تو ان کی مدد کے لیے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ آخر میں مسلمانوں سے ہماری یہ درخواست ہے کہ وہ لِلّٰہ اپنی اس تنزلگی کو چھوڑیں اور اسلام کو یا تو جس طرح اختیار کرنا چاہیے اس طرح اختیار کریں یا کم از کم اس کی راہ میں بھگڑ نہ بنیں۔ اسی طرح غیر مسلم بھائیوں سے ہماری گذارش ہے کہ وہ پرانے جھگڑوں کی وجہ سے اسلام کے خلاف کسی [illegible] میں مبتلا نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کریں اور [illegible] سے فائدہ اٹھائیں۔

---


# سلسلۂ مقالاتِ اسلامی

| | | | |
|---|---|---|---|
| سلامتی کا راستہ | ۶ر | اسلام کا نظریہ سیاسی | ۶ر |
| اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر | ۶ر | دینِ حق | ۱ر |
| معاشی مسئلہ | ۶ر | اسلام اور جاہلیت | ۶ر |
| نشانِ راہ | ۶ر | مذہب کا انقلابی تصور | ۶ر |

ایک اہم استفسار ۲ر

# ذیل کی کتابیں چھپ کر مکتبہ میں آ چکی ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| خطبات | ۱۲ر | سیاسی کشمکش (حصہ اول) | ۱۲ر |
| تنقیحات توحید | ۳ر | حقوق الزوجین (نظرِ ثانی شدہ) | ۱۲ر |

الحاد کے بعد کیا (انگریزی) ۱۳ر سلامتی کا راستہ ۶ر اسلام کا نظریہ سیاسی ۶ر

انقلابی تصور ۶ر